DAR-E-ARQAM

دارِ ارقم سکولز

دارِ ارقم سکولز کے ہونہار طلباء کی خوبصورت اور شاہکار تحریروں سے مزین

ماہنامہ

ارقم

میگزین

شمارہ: چہارم

جنوری 2015

دعا کی قبولیت

ہمارے پیارے قائدِاعظم

سنہری مچھلی

مسکراہٹ کے پھول

ایکٹیوٹی کارنر

دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں، رس بھرے لطیفے،
رنگا رنگ پہیلیاں، لاجواب مضامین اور بہت کچھ۔۔۔

چھوٹی سی بات

دنیا کا سب سے آسان کام شاید اپنی بات کہنا ہے۔مگر ایسا پہلی بار ہوا ہے، کہ میرے لیے اپنی بات کہنا مشکل ہو گیا۔۔۔ یہ 16 دسمبر کا سیاہ دن تھا جب مجھے اس سانحے کی خبر ملی، مجھے سکول کے وہ سارے دن یاد آ گئے جب ماں جی مجھے کتنے شوق سے تیار کرتی تھیں۔مجھے آج بھی وہ صبحیں یاد ہیں۔۔جب سکول جانے سے پہلے میری کتابیں، کاپیاں، پنسلیں چیک کی جاتی تھیں۔ٹفن کے ڈبہ میں جو لنچ دیا جاتا تھا وہ اکثر اسی طرح واپس گھر آ جایا کرتا تھا۔مجھے وہ ساری ننھے بچے یاد آ گئے جو اب کبھی واپس نہیں آ سکیں گے۔۔۔خون سے رنگی کاپیاں جن پر اب کبھی کچھ نہیں لکھا جائے گا۔۔۔ٹفن کے وہ ڈبے جواب کبھی نہیں کھلیں سکیں گے۔۔۔وہ تمام پنسلیں جنہیں اب کوئی نہیں تراشے گا۔۔۔مجھے وہ سب مائیں یاد آئیں جنہوں نے اس امید کے ساتھ اپنے بچوں کو سکول بھیجا تھا کہ جب وہ واپس آئیں گے تو وہ انہیں سینے سے لگا کر خوب پیار کریں گی۔۔۔ایسے میں کئی بار ننھے بچوں نے مجھ سے سوال کیا مگر میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔آج جب اپنی بات لکھنے بیٹھا ہوں تو مجھے وہ سارے سوال یاد آ رہے ہیں۔۔۔ہمارے ہاں سانحے بہت جلد بھلا دیے جاتے ہیں۔۔۔ایک سوال جو بہت بار پوچھا گیا ہم کیا کر سکتے ہیں۔۔۔؟ ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں، ہمیں مل کر دروازے پر دستک دینی ہو گی۔۔۔جب سینکڑوں ہاتھ مل کر حکمرانوں کے دروازوں پر دستک دیں گے تو دستک کی گونج انہیں یہ آواز سننے پر مجبور کر دے گی۔۔۔صرف یہی نہیں ان سینکڑوں معصوم چہروں کے لیے۔۔۔جو کبھی بھلائے نہیں جا سکیں گے، اپنے ہاتھ دعا کے لیے اللہ کے حضور بلند کرنے ہوں گے۔۔۔ اس نئے سال کے نئے سورج کے ساتھ ہمیں ایک نیا عزم کرنا ہو گا کہ اب کی بار ہم ان علم دشمنوں کو شکست دے کر رہیں گے۔ہمارے سکول آباد رہیں گے اور علم کی روشنی بانٹتے رہیں گے۔کیا اس کے لیے آپ تیار ہیں۔۔۔!

ایڈیٹر۔ارقم

فرخ شہباز وڑائچ

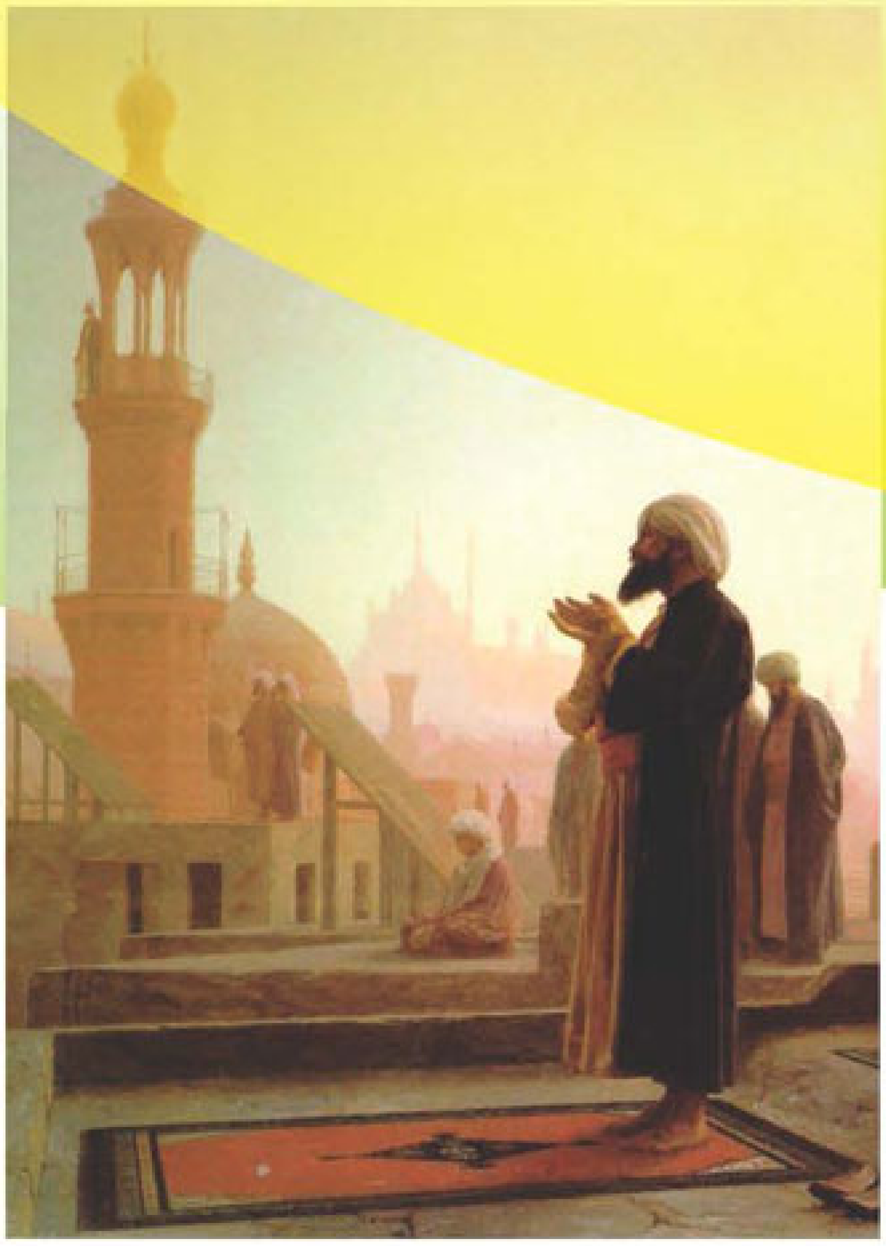

دعا کی قبولیت

طلحہ یونس۔ نہم

میں دو ماہ سے مسلسل رو رو کر گڑ گڑا کر اللہ سے اپنے کاروبار کی خیر اور برکت کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی اور کاروبار بھی مزید بگڑ گیا ہے؟ میں اللہ سے رو رو کر اپنے بیٹے کی صحت کیلئے عرصے سے التجا کر رہا ہوں میری کوئی سنتا ہی نہیں میں گنہگار ہوں۔ اللہ سنے تو! یہ خیالات اور اسی قسم کے دکھ بھرے خیالات سبھی کے دل میں ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ ہماری نا سنے؟ دعا کے معنی ہی پکارنا اور بلانا کے ہیں اور اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے۔ دعا تو دراصل اپنے رب کے سامنے اپنا مقصد اور اپنی حاجت بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ دعا تو اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے۔ اللہ کو اپنے وہ بندے پسند ہیں جو اس کی بارگاہ میں گڑ گڑائیں اور اس سے مانگیں وہ تو خود کہتا ہے۔

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعواة الداع اذا الدعان فلیستجیبو الی والیو منوابی۔

اور اے اللہ کے رسول جب میرا بندہ تجھ سے میرے متعلق سوال کرے تو میں بالکل قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں پس مجھے پکارو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔

اسی طرح اللہ فرماتے ہیں۔

ادعو ربکم تنصر عاو خضبیة

تم اللہ کو گڑ گڑا کر اور پوشیدہ طور پر پکارتے رہو۔

جب اللہ اپنے بندے کو پکارنے کے لئے یہ دعوت خود دیتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی درخواست مسترد کر دیں۔ ہاں وہ یہ بھی تو کہتے ہیں کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ایمان لانے کے معنی صرف یہ تو نہیں کہ اللہ کو مان لیا جائے، اس کے رسولوں کو، فرشتوں کو اور قیامت کی تصدیق کی جائے محمد ﷺ کو کہہ دیا جائے کہ آخری نبی ہیں بلکہ اصل ایمان یہ ہے کہ ہم اللہ کے احکامات پر عمل کریں۔ وہ احکامات جو اس نے قرآن پاک کے ذریعے اور محبوب ﷺ کے اعمال والفاظ کے ذریعے ہم تک پہنچائے۔ ہمارے اعمال اللہ کے احکامات کے مطابق بن جائیں۔ ان اعمال میں صرف عبادت ہی شامل نہیں بلکہ معاشرے میں ہمارا رہن سہن لوگوں کے ساتھ ہمارے تعلقات اور عزیز واقارب کے حقوق کے احترام ہمارے اندر موجود ہیں۔

اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

دعا عبادت کا اصل ہے۔ دعا خود ایک عبادت ہے کیوں کہ دعا کی حالت میں انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کا رب اس کی سنے، اسکی حاجت پوری کر دے دعا میں انسان ایک اطمینان، مکمل یقین اور قرب الٰہی کی حالت میں ہوتا ہے دعا انبیاء کی فطرت ہے اور اولیاء اللہ اور خدا کے خاص بندوں کی مسلسل عادت ہے دعا نہ صرف دین اسلام میں موجود ہے بلکہ دنیا کے تمام ادیان کے ماننے والے اپنے اپنے طور پر دعا کرتے ہیں۔

جب انسان دعا کر رہا ہوتا ہے تو اسکے خیالات میں یکسوئی ہوتی ہے اور دل و دماغ ملکر اللہ کے حضور میں اپنا مقصد پیش کرتے ہیں اگر انسان اللہ پر اپنا ایمان مستحکم کر لے اُمید کا دامن تھام

لے، اپنی قوت ارادی کو مرکوز کرلے تو وہ نفسیاتی طور اطمینان قلب حاصل کرلیتا ہے اگر اسے اپنی دعا قبولیت پر یقین نہ ہوگا اور متزلزل ہوگا تو اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ پریشانی کی حالت میں سہارا ڈھونڈتا پھرتا

ہے دعا اس کے اضطراب کا علاج ہے دعا سے ہمارا اپنے اللہ پر اعتماد اور زیادہ پختہ ہوتا ہے۔ ہمارا تکبر ہمارا غرور اس طلب کے موقع پر دعاؤں میں روندا جاتا ہے اور اللہ پر اعتماد بڑھتا ہے۔ اللہ سے ہمارا رشتہ قریب کا اور استحکام کا بن جاتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس دنیا کی ہر چیز کا علم ہے اور لوح محفوظ میں اسنے ہمارے حالات لکھے ہوئے ہیں پھر ہمیں دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے ہماری دعائیں اس کے فیصلے کس طرح بدل سکتی ہیں؟ کیا ہم دعا کرنا چھوڑ دیں کیونکہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہے گا اگر ہم اس طرح مایوسی کا شکار ہو جائیں اور حرکت و عمل کی بجائے جمود اور سکون میں آجائیں محنت ترک کر دیں، ایک مریض اپنے علاج کی کوشش بھی نہ کرے تو یہ دنیا بے کار ہو کر رہ جائے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم دعا بھی اس وقت کریں گے جب اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے دیں۔ یہ درست ہے کہ ہوگا وہی جو مشیت ایزدی میں موجود ہے۔ لیکن کون ایسا انسان ہے جو اپنے عزیز کو تڑپتا ہوا دیکھے اور خاموش کھڑا رہے اس کو تڑپنے دے اور اس کا علاج نہ کرے اور ست ہو کر بیٹھا رہے۔ علاج جسمانی عمل ہے۔ اور دعا روحانی عمل ہے۔ دونوں جب مل جائیں تو نظام عالم مضبوطی پکڑ لیتا ہے۔ جب کوئی اللہ کا بندہ اپنی حاجت براری کے لئے اس کو پکارتا ہے تو وہ کبھی اسے مسترد نہیں کرتا اگر اللہ یہ سمجھتا ہے کہ جو یہ چیز مانگ رہا ہے اس کے حق میں بہتر ہے تو دے دیتا ہے اگر وہ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ انجان ہے اسے معلوم نہیں کہ جو کچھ وہ طلب کر رہا ہے اس کے نقصان میں ہے اسکو نہیں دیتا بلکہ اس کو اس کے متبادل بہتر عطا کر دیتا ہے یا پھر اس کے ادائے طلب سے خوش ہو کر قبولیت میں التویٰ پیدا کرتا ہے اس پر بندہ کا ایمان ڈولتا ہے بعض اوقات ٹال دیتا ہے اُس کی دعا کی جزا اگلی زندگی میں اس کے مقامات کا درجہ بلند کرنے کے لیے رکھ لیتا ہے لیکن انسان تو جلد باز ہے وہ ان اشاروں کو سمجھ نہیں پاتا اور مایوس ہو جاتا ہے مایوسی دعا کی قبولیت میں حائل ہو جاتی ہے اور طالب نامراد لوٹتا ہے۔ ہم اللہ سے اس وقت دعا کرتے ہیں جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اللہ کو یہ ادا پسند بھی ہے کہ جب ہم تکلیف اور ابتلاء میں ہوں تو اس کا سہارا حاصل کریں اس کے سامنے گڑگڑائیں اس سے مانگیں کہ وہ یقیناً ہماری استدعا کو سنے گا لیکن اگر ہم حفظ ماتقدم کے طور پر مصیبت کے نزول سے پہلے ہی سکون اور عافیت کے دنوں میں خوشحالی اور صحت کی حالت میں اللہ سے صحت مانگیں اور خوشحالی مانگیں تو وہ ہمیں بیماری اور تنگدستی سے محفوظ رکھے گا ذرا دیکھیں تو سورۃ النمل میں اللہ خود فرماتا ہے۔

امن یحیب المضطراذا دعاہ ویکشف السوء

بھلا کون پہنچتا ہے بیکس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی سوال کی شکل میں مثبت جواب موجود ہے یہ صرف اور صرف اللہ کی ذات پاک ہے جو اپنے بندے کی حالت احتیاج میں پکارتا ہے پھر ہم پریشان کیوں ہیں؟

اللہ کو پکاریں تو سہی اُس کے حضور اپنا مقدمہ پیش تو کریں دیکھیں کس طرح اس کی ذات وبرکات سختیاں دور کرتی ہے۔ آسانیاں سے دامن بھرتی ہیں۔

دعا کے الفاظ سادہ ہوں کیوں کہ دعا دل اور ضمیر کی پہلی آواز ہوتی ہے بے ساختہ الفاظ ہوتے ہیں الفاظ کا انتخاب کرتے وقت اپنی ضرورت کا خیال رکھیں نہ کہ عبادت آرائی کا۔ عجز و نیاز کی حالت میں اللہ پر یقین پختہ ہو الفاظ میں اخلاص ہو دل اللہ کی محبت میں جزب ہو دعا کا طالب عظمت الٰہی کا اعتراف کرے اپنی نیازمندی اور عبویت کا اظہار کرے اور تمام مایوسیاں اور وسوسے دل سے نکال کر اس سے بات کرے۔

ادعوا ربکم باسمی الحسنی

دعا کے وقت اپنی حاجت کے مطابق اللہ کو اس کے ناموں سے پکارو یا رحیم، یا کریم، یا باسط، یا قادر، یا سمیع، یا ناصر، یا شافعی، یا وکیل، یا خنان، یا منان اور اس طرح سے اسمائے حسنیٰ اللہ کے پیارے نام اپنی حاجت کے مطابق استعمال کرو اللہ فرماتے ہیں ایک مومن جس طرح سے مجھے تصور کرتا ہے میں وہی ہو جاتا ہوں۔

دعا وضو کی حالت میں کی جائے، تشہد کی حالت اختیار کی جائے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ساری دنیا نے ناطہ توڑ کر اللہ کی کبریائی بڑائی اور ربونیت میں جزب ہو کر اللہ سے مانگو لیکن اس بات کا خیال رہے کہ ہمارا جسم لباس، ہماری رہائش ہمارے اعضاء اور ہمارا رزق پاک ہو حلال ہو، اگر لباس جسم، جگہ پاک ہوں اور ہماری رگوں میں حرام کھانے سے پیدا کردہ خون دوڑ رہا ہو تو ہم باطنی پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتے، حرام کی کمائی کا رزق دعا کی قبولیت میں نہ صرف حائل ہے بلکہ دعا کو مسترد کر دیتا ہے دوسروں کے ساتھ مل کر دعا مانگنے میں قبولیت کا درجہ بڑھ جاتا ہے، ممکن ہے اُن ہاتھ اُٹھانے والوں میں اللہ کا کوئی صالح اور برگزیدہ بندہ شامل ہو جسکی دعا اللہ تعالیٰ مسترد کرنا نہ چاہے۔

خاص اور پاکیزہ اوقات میں دعا کی قبولیت کے امکانات زیادہ روشن ہیں۔ جمعہ کا دن، رات کا وقت، رمضان المبارک، عرفہ اور نزول بارش کا وقت، جب آپ خود کوئی نیک کام کر رہے ہوں یا کوئی

نیک کام ہوتا ہوا دیکھ رہے ہوں اذان اور تکبیر کے دوران اور خاص طور پر جب دل میں اپنی پریشانی اور اللہ کی محبت کی وجہ سے رقت پیدا ہو دعا میں حضور قلب اور اور اپنی حاجت کا تکرار ہو دعا سے پہلے اللہ کی حمد بیان کرے حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجے اور پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ بعض مقامات بھی دعا کے مستجاب ہونے کا باعث بنتے ہیں مسجد حرمین شریفین، منیٰ، عرفات اور وہ مقامات جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے راز و نیاز کیا ہو۔ لیکن دعا میں شرک کا عمل دخل نہ ہو یہ ایمان پختہ ہو حاجات پوری کردینے والی ذات صرف اللہ کی ذات ہے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں تم مجھے دائیں کروٹ، بائیں کروٹ جاگتے ہوئے، سوتے ہوئے قیام کی حالت میں یا تکلیف کے وقت خوشی کے وقت یاد کیا کرو رات کو جب ہم کروٹ لیں ہمارے منہ سے گناہوں کی معافی اور مسائل کے حل کی دعا نکلنے اسی طرح سفر شروع کرتے وقت حاجت پیش نظر رہنی چاہیے۔ پر امید ہو کہ اس رحمتو اور برکتوں کا یقین دل کی گہرائیوں مہں لا کر اپنی کم مائیگی اور کسمپری کا احساس کرتے ہوئے اللہ سے مناجات کریں اس کی ربوبیت کو تسلیم کریں اس کے محبوب ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے تضرع سے الحاح کے ساتھ پورے یقین کے ساتھ اللہ سے مانگیں وہ ضرور قبول کرے گا۔

آؤ اللہ سے مانگیں۔

اے اللہ تیری ذات پاک ہے تو خالق ہے مالک ہے، رازق ہے ترے محبوب ﷺ پر درود وسلام، ہمیں اپنی پناہ میں لے لے ہم اعتراف گناہ کرتے ہیں لیکن تو بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے ہمیں بخش دے ہم پر رحم فرما۔

ہمارے لئے ہدایت کے راستے کھول دے ہمیں سہی راستوں پر چلا، شیطان سے ہم پناہ مانگتے ہیں، ہماری وہ آرزوئیں پوری کر جو ہم تجھ سے رکھتے ہیں اور وہ ضروریات جن کا ابھی ہمیں علم نہیں پوری کر ہمیں ایمان میں رکھ اور ایمان پر خاتمہ کر۔

ہماری دُعاؤں کو قبول فرما۔ آمین

غار حرا

سیدہ ایمان زہرہ۔ ششم پیپلز کالونی گوجرانوالہ

غار حرا (cave of Hira) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس غار میں محبوب الٰہی حضرت محمد ﷺ عبادت کیلئے تشریف لاتے تھے۔ دنیا کے ہنگاموں سے دور الگ تھلگ گوشہ تنہائی میں آپ ﷺ اپنے رب کو یہاں آ کر یاد کرتے۔ یہ غار 1.60 میٹر چوڑائی میں ہے یہ غار 270 میٹر بلند ہے ہر سال لاکھوں مسلمان اس عظیم مقام کو دیکھنے آتے ہیں جہاں رسالت مآب ﷺ پر وحی آتی تھی۔ حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس اللہ رب العزت کا پیغام لاتے۔ لوگ یہاں آ کر روحانی سکون حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں یہ غار پہاڑ کی چوٹی پر نہیں بلکہ اس کے پہلو میں واقع ہے۔

چٹانیں اس طرح سے موجود ہیں کہ خیمہ معلوم پڑتا ہے غار کا رخ کچھ اس طرح کا ہے کہ یہ اندر سے ٹھنڈی ہے سورج کی روشنی براہ راست اندر نہیں پہنچ پاتی۔ نبی پاک ﷺ کئی کئی دن یہاں قیام فرماتے اور عبادت کرتے۔ حج کے موقع پر لاکھوں افراد یہاں آتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں رمضان المبارک کے موقع پر بھی عمرہ کرنے والوں کی بڑی تعداد یہاں نوافل ادا کرنے آتی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ

(زمانہ خلافت ۲ ربیع الاول ۱۱ھ۔ جمادی الثانی ۱۳ھ)

(جون 632ء تا اگست 634ء)

ثناء فرہاد ۔ نہم

اسلام کے پہلے خلیفہ اور حضرت محمد ﷺ کے پہلے جانشین حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ آپکا نام عبداللہ بن عثمان اور والد کا نام عثمان بن عامر (ابو قحافہ) اور والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ تھا۔ آپ عتیق اور صدیق کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا نسب آٹھویں پشت پے جا کے نبی پاک ﷺ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ جب آپ ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا تو مَردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے۔

اسلام کے لیے دکھ اُٹھائے۔ جب آپ ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے۔ آپ نے سارے اللہ کی خرچ کر دیئے۔ آپ کی تبلیغ سے کئی صحابہ اسلام کی آغوش میں آئے مثلاً

حضرت عثمانؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان بن مظعونؓ وغیرہ۔

ہجرت مدینہ کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ غار سور میں تھے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ لاتحزن ان اللہ معنا۔ جنگ بدر کے موقعے پر آپ ہی کے مشورے پر آپ ﷺ نے ستر قیدی رہا فرمائے۔ جنگ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے استفسار پر کہ ابو بکر گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی کافی ہیں۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھے ابو بکر کے مال نے فائدہ دیا۔ آپ کی صاحبزادی بی بی عائشہؓ کا نکاح آپ سے ہوا۔ حجۃ الوداع کے آخری اڑھائی ماہ بعد رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ کے ارشاد پر آخری تین دن حضرت ابو بکر صدیقؓ امامت کرواتے رہے۔ 26 مئی 632ء بمطابق یکم ربیع الاول 11 ہجری 63 سال کی عمر میں آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور بمطابق پیشگوئی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے انتخاب کے ساتھ خلافت راشدہ کا آغاز ہو گیا۔

۔ سب سے پہلے عمرؓ اور عبیدہؓ نے بیعت کی پھر انصار نے بیعت کی۔ صدیق اکبرؓ کی عام بیعت بحیثیت خلیفہ الرسول ﷺ مسجد نبوی میں ہوئی۔

صدیق اکبرؓ کے سوا دو سال کے دور خلافت میں اسلام کو از سر نو زندگی ملی اور عرب کی بغاوت فرو ہو کر خلافت اسلامی کا قیام ہو۔ سب سے پہلا کام جو صدیق اکبرؓ خلیفہ بننے کے بعد کیا وہ آپ ﷺ کا تیار کردہ اسامہ بن زید کے لشکر کو باوجود مخالفت اور نا مساعد حالات ملک شام کی طرف روانہ کرنا تھا۔ اسکے بارے میں آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم کہ مدینہ اگر مردوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آکر میرے جسم کو گھسیٹیں تب بھی میں اس مہم کو روک نہیں سکتا اور اس کو جانے کا حکم دونگا جسے آپ ﷺ نے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ قرآن کو آپ ہی کے دور میں جمع کیا گیا۔ آپ نے جھوٹے مدعیان نبوت کی بغاوت کو ختم کیا۔ زکوۃ کے نظام کو مستحکم کیا۔ آپ کے دور ہی میں تمام اہم امور پر شوری ہوتی تھی۔ آپ کے عظیم الشان کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ خلیفہ کی حیثیت کو عام مسلمانوں کی طرح رکھا۔ دشمنوں سے اعلیٰ سلوک کی نہایت عمدہ مثال قائم فرمائی۔ آپ کے جنگی کارناموں میں سرحد ایران کی لڑائیاں اور فتوحات، میرہ پر قبضہ، انباز اور عین التمر، سرحد شام کی لڑائیاں اور اجنادین کی فتح قابل ذکر ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات:

7 جمادی الثانی 13 ہجری پیر کے دن حضرت ابو بکر صدیقؓ بیمار ہوئے۔ 15 دن بیمار رہ کر 22 جمادی الثانی اگست 634ء کو منگل کی رات اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے اور آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 63 برس تھی۔

سنہری مچھلی

سارہ شہزاد۔ ہفتم جوہر ٹاؤن لاہور

بہت عرصہ پہلے کسی ملک کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک مچھیرا رہتا تھا۔ وہ سیدھا سادہ بھولا بھالا غریب انسان تھا۔

مچھرا ہر روز جال کندھے پر ڈال کر دریا پر جاتا اور سارا سارا دن مچھلیاں پکڑتا رہتا۔ ان مچھلیوں کو وہ گاؤں والوں کے ہاتھ بیچ کر زندگی کے دن گزارتا۔ انتہائی سخت محنت کرنے کے بعد باوجود۔ صرف اتنی مچھلیاں پکڑ پاتا جنہیں بیچ کر دو وقت کی روٹی کا انتظام ہوتا اور کبھی کبھی خالی ہاتھ لیے واپس آجاتا اور کئی کئی دن اسکے دن گھر چولہا نہیں جلتا تھا۔ مچھیرے کی سب سے بڑی مصیبت اس کی بیوی تھی جو بد شکل، بدمزاج ہونے کے ساتھ ساتھ زبان کی بھی خراب تھی اور ہر وقت مچھیرے کو برا بھلا کہتی رہتی تھی۔

''تم نکھٹو ہو، کاہل ہو، اسی وجہ سے ہم غریب ہیں''

ایک روز مچھیرا بار بار دریا میں جال ڈالتا رہا مگر ناکام رہا۔ ایک بار جو اس نے جال نکالا تو ایک چھوٹی سی سنہری مچھلی جال کے اندر تڑپ رہی ہے۔ اسے ہی لے جاتا ہوں'' لیکن جب اس نے مچھلی کو بولتے سنا تو وہ سخت حیران ہوا۔ مچھلی کہنے لگی ''میں اتنی چھوٹی ہوں کہ کسی کا پیٹ نہیں بھر سکتی۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں اس کے بدلے تمہاری دو خواہشیں پوری کردوں گی۔ مچھیرا چونکہ بہت رحم دل تھا اس لیے اس نے مچھلی کو چھوڑ دیا۔ جب وہ خالی ہاتھ گھر لوٹا تو اس نے اپنی بیوی کو ساری بات سنائی تو وہ بگڑ کر بولی۔۔۔۔''

تم بہت بے وقوف ہو۔ جاؤ! مچھلی سے جا کر کہو کہ تمہاری پہلی خواہش یہ ہے کہ ''تمہاری بیوی بے حد خوبصورت ہونا چاہتی ہے''۔ مچھیرا فوراً اُلٹے پاؤں دریا کے کنارے پہنچا اور وہ وہیں اُس نے کھڑے ہو کر مچھلی کو آواز دی۔ ''سنہری مچھلی'' او سنہری مچھلی فوراً ہی وہ پانی سے باہر سر کو نکالتے ہوئے آئی اور بولی ''کیا بات ہے مچھیرے نے کہا:۔ میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میری بیوی بے حد خوبصورت ہو جائے'' مچھلی بولی ٹھیک ہے اب اپنے گھر جاؤ۔ جب وہ واپس آیا تو جھونپڑی میں ایک بہت ہی خوبصورت عورت کو بیٹھے پایا۔

''ماشاءاللہ'' وہ بیوی کو دیکھ کر خوشی سے بولا! ''تم کس قدر خوبصورت ہوگئی ہو''۔

بیوی نے نفرت سے کہا ''دور ہو مجھے تمہارے جسم میں سے بدبو آرہی ہے''۔

خوبصورتی کے بعد اُس کی بیوی اور بھی بد دماغ ہوگئی تھی اور اپنے آپ پر غرور کرنے لگ پڑی تھی۔ ایک دن پھر مچھیرے سے بگڑ کر بولی:۔ ''تم بالکل بے وقوف ہو' وہ چلائی۔ ''مجھ جیسی حسین عورت اس جھونپڑی میں کس طرح رہ سکتی ہے؟ جاؤ! مچھلی سے کہو کہ وہ میرے لیے محل، زیورات، خادم اور کپڑے بنادے مچھیرے نے جا کر پھر مچھلی کو پکارا! جب وہ باہر نکلی تو مچھیرے نے کہا۔۔۔۔۔ ''میری بیوی کو ایک محل، زیورات، خادم اور کپڑے چاہیے۔ ''ٹھیک ہے'' مچھلی نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا۔۔۔۔ یاد رکھنا! اب تمہاری کوئی خواہش پوری نہیں ہوسکتی۔ جب وہ واپس آیا تو اُس کی جھونپڑی کی جگہ ایک عالی شان محل کھڑا تھا اور اس کے اندر بہت سی خادمائیں آئینے کے سامنے بیٹھی بناؤ سنگھار کررہی تھی۔ وہ خوشی سے ایک بار پھر بولا ''اب ہم عیش کریں گے'' بیوی نفرت اور حقارت سے بولی ''عیش تم نہیں میں کروں گی، تم نے اپنی حالت دیکھی ہے، تم صرف ایک مچھیرے ہو''۔ واقعی ماجرا یہی تھا کہ مچھیرے کی اپنی حالت تو نہ بدل سکی البتہ اس کی بیوی کے حالات بدل چکے تھے۔

مچھیرے نے کہا مجھے اچھا سا کھانا تو دو مجھے شدید بھوک لگی ہے۔ وہ غصے سے بولی: ''بھوک لگی ہے تو نوکروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالو''۔ مچھیرے کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ اب وہ ملازموں کے ساتھ رہتا اور کھاتا پیتا تھا۔ اسکی بیوی اس سے ملازموں جیسا سلوک کرنے لگی تھی۔ اس کا غرور اور بھی بڑھ گیا تھا۔ وہ گاؤں کے کسی غریب کو محل کے پاس نہیں آنے دیتی تھی۔ ایک دن اس نے ملازموں سے کہا: ''کہ سامنے والی سڑک پر اتنا شور ہوتا ہے کہ میں سو نہیں سکتی'' جاؤ اور سڑک پر سے آتے ہوئے راہ گیروں کا آنا بند کردو۔ ملازم گھبرا گئے۔ اُنہوں نے ڈرتی ہوئی آواز میں کہا'' کہ سڑک کو تو صرف بادشاہ اور اس کی ملکہ کے لیے بند کیا جا سکتا ہے''۔ یہ سن کر مچھیرے کی بیوی نے ملازموں کو کوڑے سے خوب پیٹا اور مچھیرے سے بولی:۔ کہ مچھلی سے جا کے کہو کہ مجھے ملکہ بنادے۔ مچھیرے نے دریا پے جا کے مچھلی کو روتے ہوئے آواز دی۔

سنہری مچھلی۔۔۔۔۔آؤ سنہری مچھلی!

مچھلی نے باہر نکل کر پوچھا۔

''اب کیا ہے'' اس نے جواب دیا'' میری بیوی ملکہ بننا چاہتی ہے'' مچھلی غصے سے بولی'' تمہاری دونوں خواہشیں پوری ہو چکی ہیں، لیکن اس لالچی عورت کے لالچ کی وجہ سے جو کچھ تمھیں دیا گیا تھا وہ اب واپس لیا جاتا ہے۔ اس عورت کی یہی سزا ہے اور تمہارے لیے بھی یہی اچھا ہے۔ یہ کہہ کر مچھلی پانی میں واپس چلی گئی۔ جب مچھیرا واپس آیا تو نہ محل تھا اور نہ خادمائیں بلکہ اس کی وہی جھونپڑی تھی اور اس کے دروازے پر اس کی بدمزاج بیوی کھڑی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی بول اُٹھی'' کہ کب سے کھانے پے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ اتنی محنت نہ کیا کرو۔ جو بھی روکھی سوکھی ملے گی ہم ہنسی خوشی کھا لیا کریں گے۔ مچھیرے نے دیکھا کہ اب اس کی بیوی بدل چکی ہے۔ اس میں غرور تھا اور نہ ہی بدمزاجی۔ مچھیرے نے گہری سانس لی اور دل ہی دل میں کہا کہ میرے لیے یہی اچھا ہے۔۔۔

''محنت اور ایمانداری''

محمد جی نویان۔ چہارم ویسٹ وڈ لاہور

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پہاڑی علاقہ میں آبادی سے دور ایک جھونپڑی میں ایک غریب لڑکی اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ رہتی تھی اور وہ لوگوں کے گھروں میں صفائی کا کام کر کے اپنا اور اپنی بوڑھی ماں کا پیٹ پالتی تھی۔ ایک دن وہ کام سے واپس آ رہی تھی کہ راستے میں بارش شروع ہو گئی۔ لڑکی بارش سے بچنے کے لیے ایک چھوٹے سے کمرے نما گھر میں چلی گئی جب وہ اندر گئی تو دیکھا کہ سارا گھر الٹ پلٹ تھا۔ لڑکی نے سوچا جب تک بارش نہیں رکتی وہ یہاں فارغ بیٹھ کے کیا کرے گی اس لیے گھر کی صفائی کی اور ساری چیزیں کو درست طریقے سے ان کی جگہ پر رکھا۔ صفائی کے دوران اس کو وہاں پر کچھ سونے کے سکے ملے۔ لیکن اس لڑکی نے ان کو ایک میز پر رکھ دیا۔ جب وہ سارا کام کر کے فارغ ہوئی تو اس نے دیکھا کہ بارش رک چکی ہے وہ باہر نکلی اپنے گھر جانے لگی تو ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ یہ ساری صفائی تم نے کی ہے اس لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس بوڑھے آدمی کی حالت بھی بہت ابتر تھی۔ سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس بوڑھے آدمی نے لڑکی سے کہا کہ وہ اس کے سر کے بال بھی کاٹ دے۔ لڑکی نے اس آدمی کے بال بھی کاٹ دیے اور کہنے لگی کہ اب میں جاتی ہوں میری ماں میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ بوڑھے آدمی نے کہا کہ میرے پاس تمہیں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے اس نے اپنے بال ایک ربن کے ساتھ باندھ کر اس کو دے دیئے لڑکی نے چپ کر کے وہ اپنے پاس رکھے اور اپنے گھر جا کر کمرے میں رکھ دیئے۔ صبح جب لڑکی اٹھی تو دیکھا کہ وہ بال سونے کے تاروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ لڑکی نے انہیں بیچ کے اپنا گھر خریدا اور آرام و سکون سے اپنی ماں کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگی۔ لڑکی کو اللہ نے اس کی محنت اور ایمانداری کا پھل دیا۔

ہمیں بھی محنت اور ایمانداری سے سارے کام کرنے چاہیے۔

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نمل فاطمہ۔ نہم گارڈن ٹاؤن لاہور

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمن سے گفتگو فرمارہے تھے۔ جنگ بدر کی بات چل نکلی بیٹا باپ سے عرض کرتا ہے ابا حضور جنگ بدر کے میدان میں جب پورا اسلام پورے کفر کے مقابلے میں تھا جب تین سو تیرہ کے مقابلے میں ایک ہزار تھے وہ جس میں ایک لشکر کا سالار ابوجہل تھا اور دوسرے کا سوہنا کملی والا تھا وہی جس میں ایک طرف شیطان تھا تو دوسری رحمٰن یعنی ایک طرف شیطان کے بندے تھے اور دوسری طرف رحمٰن کے بندے تھے اس وقت میں ابوجہل کے لشکر کے ساتھ تھا اور آپ جان عالم، رحمت عالم، باعث ایجاد عالم، سرور عالم، قاسم عالم ﷺ کے جاںنثاروں میں سے تھے جب جنگ زوروں پر تھی آپ کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے میں نے تلوار نہ اُٹھائی کہ آپ میرے باپ تھے صدیق اکبرؓ کا جواب پڑھیے اور عشق نبوی ﷺ دیکھیں آپ نے فرمایا۔

"لو الھدافت فی لم اانصرت منك"

ترجمہ: اگر اے بیٹے تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو میں ہرگز لحاظ نہ کرتا اور تجھے قتل کرڈالتا۔

گویا فرمارہے ہیں! اے بیٹے جب غلامی رسول ﷺ کی بات آتی ہے تو پھر مجھے اپنے آقا سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں۔ تو پھر بھی میرا بیٹا ہے میں اپنی جان اس جان رحمت، مجسمہ رحمت کیلئے ہر وقت نچھاور کرنے کیلئے تیار ہوں۔

تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا انعام کیا عطا فرمایا:

خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا
خلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا

"عمر کا رب تو دیکھ رہا ہے"

شاہ بانو سلطان راجہ۔ ششم مرغزار کالونی لاہور

ایک رات امیر المومنین عمر بن خطابؓ اپنے خادم کے ساتھ گشت کے لیے نکلے۔ وہ مدینے کی گلیوں میں لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے گھومتے پھرتے رہے۔ وہ ایک گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اس گھر کے اندر سے انہوں نے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنی۔ جو اپنی بیٹی کو دودھ میں پانی ملانے کا حکم دے رہی تھی۔ لیکن لڑکی ماں کے حکم کی تعمیل سے یہ کہہ کر انکار کر رہی تھی کہ امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے اور اس کا اعلان بھی کروا دیا ہے۔ ماں نے بیٹی سے کہا! کیا اس وقت عمرؓ تمہیں دیکھ رہے ہیں؟ جو تم ان سے ڈر رہی ہو۔ لڑکی نے جواب دیا" کہ اگر عمرؓ نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا ان کا رب تو یقیناً ہمیں دیکھ رہا ہے"۔ سیدنا عمرؓ اس لڑکی کی دین داری اور امانت داری سے متاثر ہوئے اور انہیں اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کیا۔

جنت کی تلاش

قراۃ العین۔ حفظ گارڈن ٹاؤن لاہور

ایک دن میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جنت کو تلاش کروں۔ اسکی جستجو میں باغ میں پہنچ گئی باغ میں پھول مسکرا رہے تھے۔ پھولوں کی مسکراہٹ نے بھنوروں کو بدمست کر رکھا تھا۔ وہ جھومتے ہوئے اُڑتے پھر رہے تھے اس خوبصورت ماحول میں کوئل کی کوک کے ساتھ میں بھی آہستہ آہستہ جھومتے پھولوں کے سردار کے پاس گئی جنت کا پتہ پوچھا وہ طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر بکھیر کر بولا" نادان لڑکی گھر لوٹ جاؤ" میں نے آب جو سے پوچھا اسکی ایک لہر اوپر اٹھی اور بولی" نادان اندر گھر جاؤ"۔ میں نے چاند کی حسین چاندنی سے فریاد کی اسکی دلکش کرنیں گویا ہوئیں" نادان اندر جاؤ"۔ میں نے پھولوں کے محافظ کانٹوں سے پوچھا وہ میرے ہاتھوں میں چبھے تو میرے خون اور کانٹوں نے بیک وقت کہا" نادان اندر جاؤ" میں قدرت کی اس حسین و دلکش چیزوں سے مایوس ہو کر اداس و پریشان باغ سے اندر گھر گئی تو مجھے شہد سے زیادہ میٹھی دل میں اتر جانے والی آواز سنائی دی" بیٹا تم اتنی پریشان کیوں ہو"۔ میں نے نظریں اٹھائیں تو دنیا کی سب سے حسین و مہربان ہستی کو اپنے روبرو پایا اور نظریں جھکائیں تو جنت کی پوری خوبصورتی اور رعنائی کو اپنے سامنے پایا اور جب میں ماں کے قدموں میں جھکی تو کائنات کی تمام رنگینیوں اور دلکشیوں نے خوش ہو کر مجھے جنت پالینے کی مبارکباد دی۔

ہمارے پیارے

قائداعظمؒ

حسان جمیل جوہری۔ پنجم لاہور

قائداعظم اصول پسندی اور نظم ضبط کے ساتھ ساتھ دیانت کے معاملے میں بھی بے مثال تھے۔ایک دفعہ بمبئی کا ایک سیٹھ ایک مقدمے میں پھنس گیا وہ قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔مقدمے کے مختصر واقعات بیان کرنے کے بعد قائداعظم سے فیس کے بارے میں دریافت کیا تو قائداعظم نے کہا۔

”آپ سے پانچ سو روپے یومیہ کے حساب سے فیس لی جائے گی“

”جناب عالی! میرے پاس صرف پانچ ہزار روپے ہیں، اس رقم میں آپ کی فیس پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

‘قائداعظم نے جواب دیا: ”مجھے یہ منظور نہیں، میں تو پانچ سو روپے یومیہ سے کم فیس ہرگز نہیں لوں گا“۔

آخر کار سیٹھ نے قائداعظم کی بات مان لی۔قائداعظم نے تین دن میں مقدمہ جیت لیا اور اپنی فیس کے پندرہ سو روپے رکھنے کے بعد باقی رقم واپس کر دی۔

ذہانت

ایک دفعہ ایک اجلاس کے دوران قائداعظمؒ اور کانگرسی لیڈر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کا ایک آنکھ پر لگانے والا چشمہ جو کہ آپ دائیں آنکھ کی بینائی کمزور ہونے کی وجہ سے لگاتے تھے نیچے گر گیا۔کانگرسی لیڈروں کا خیال تھا کہ آپ چشمہ اُٹھانے کے لیے اُن کے سامنے جھکیں گے۔آپ نے کانگرسی لیڈروں کی نیت کو بھانپ لیا اور جیب میں سے دوسرا چشمہ نکال کر لگا لیا۔کانگرسی لیڈر منہ دیکھتے رہ گئے اور ان کی جناح کو اپنے سامنے جھکتے ہوئے دیکھنے کی حسرت ان کے دلوں میں ہی رہ گئی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مشہور ہندو لیڈر آپ کے پاس آیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ گاندھی صاحب آپ سے بڑے لیڈر ہیں۔آخر وہ گاندھی کے حق میں بولتے ہوئے کہنے لگا کہ ” گاندھی جی نے ہندوؤں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت کام کیے ہیں۔اس سلسلے میں وہ کئی بار جیل بھی جا چکے ہیں۔جب کہ آپ تو ایک دفعہ بھی جیل نہیں گئے۔قائداعظمؒ نے جواب دیا” دیکھیے جیل میں وہی لوگ جاتے ہیں جو کوئی جرم کرتے ہیں۔جب میں نے کوئی جرم نہیں کیا تو میں کیوں جاؤں۔

یہ سن کر ہندو لیڈر آپ کی ذہانت سے متاثر ہوا۔

قائداعظم کی عظمت

قیام پاکستان کے بعد ایک غیر ملکی صحافی نے قائداعظم سے کہا،

آپ کتنے خوش نصیب ہیں۔آپ نے اپنی قوم کے لیے ایک الگ ملک حاصل کر لیا۔آپ بانی پاکستان ہیں۔

‘قائداعظمؒ نے جواب دیا۔میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پاکستان میری زندگی میں بن گیا لیکن میں پاکستان کا بانی نہیں ہوں۔

غیر ملکی صحافی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔اگر آپ اس مملکت کے بانی نہیں ہیں تو پھر کون ہے؟

قائداعظمؒ نے جوب دیا۔ ہر ایک مسلمان۔یہ سن کر وہ صحافی بہت حیران ہوا۔

عزیز ساتھیوں ہمیں چاہیئے کہ ہم پاکستان کی تعمیر ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔کیوں کہ یہ پاکستان کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ ہم سب کا ہے۔یہ ہمارے بزرگوں کی کی لاتعداد قربانیوں سے بنا ہے۔آج ہم جو کچھ بھی ہیں۔اسی کی وجہ سے ہیں۔

انمول باتیں

حسان جمیل جوہری۔ پنجم، لاہور

- سورج کی طرح شخصیت اپناؤ جو ہمیشہ کرنیں بکھیرتا ہے۔
- انسان کامیاب ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے مگر اپنی غفلت سے خود کو ناکام بنا دیتا ہے۔
- پانی بنو خود اپنا راستہ بناتا ہے، پتھر نہ بنو جو دوسرں کا راستہ روکتا ہے۔
- جو انسان اپنے اصول مرتب نہیں کرتا، اسے دوسروں کے اصولوں پر چلنا پڑتا ہے۔
- اگر تم بادشاہ بھی ہو تو اپنے والدین اور استاد کی تعظیم میں کھڑے ہو جاؤ۔
- مصیبت کی برداشت کے لیے نماز اور صبر کا سہارا لو۔
- امیر ہو تو غریبوں اور لاوارثوں کی عزت کرو، تم بھی اس حالت میں آ سکتے ہو۔
- تحریر ایک خاموش آواز ہے اور قلم ہاتھ کی زبان ہے۔
- جو لوگ تکبر کرتے ہیں خدا انہیں پسند کرتا۔
- سورج کی روشنی میں زمین کے نشیب و فراز نظر آتے ہیں اور علم کی روشنی میں زندگی کے نشیب و فراز

علامہ اقبال کی زندگی سے

فریال عالم۔ پنجم، پتوکی

اقبال کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دن سکول میں وہ تختی لکھ رہے تھے انہوں نے لفظ غلط 'ط' سے لکھنے کی بجائے 'ت' سے غلط لکھ دیا۔ آپ کے استاد نے ٹوکا کر غلط کو ٹھیک کر دو تو بولے 'غلط تو غلط ہی رہے گا اسے میں کیسے ٹھیک کر سکتا ہوں'۔

ایک مرتبہ اقبال کے گھر میں چور گھس آیا اور پکڑا گیا تو ملازم نے چور کی پٹائی شروع کر دی اقبال نے اس نے منع کیا اور چور کو کرسی پر بٹھایا اس کے لیے کھانا تیار کروایا جب وہ کھانا کھا چکا تو اسے چوری نہ کرنے اور محنت سے کما کر کھانے کا مشورہ دے کر رخصت کر دیا۔

عمر کے آخری حصے میں اقبال کو عوام کی طرف سے دو لاکھ روپے کی پیشکش کی تاکہ وہ بے فکری سے اپنا مشن جاری رکھ سکیں تو انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ یہ میری خودی کے خلاف ہے کہ غریب عوام کے پیسوں سے میں عیش کروں۔

اسلامی معلومات

علی ازور۔ دوئم، پتوکی

- قرآن پاک کی پہلی سورت کھجور کے پتوں پر لکھی گئی۔
- صحابی رسول حضرت زید بن حارثؓ کا نام قرآن پاک میں آیا۔
- قرآن پاک میں سب سے کم لفظ ''ظ'' ہے۔
- کلمہ طیبہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔
- ''سورت الفلق'' اور ''سورت الناس'' ایک ساتھ نازل ہوئی۔
- سورت ''النمل'' میں دو بار ''بسم اللہ'' آتی ہے۔

مسکراہٹ کے پھول

باجی (ننھی سے): تم آنکھیں بند کر کے مٹھائی کیوں کھا رہی ہو؟
ننھی: اس لئے کہ امی نے مٹھائی کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔

ہارون۔ چہارم، مرغزار کالونی، لاہور

ایک بیوقوف برف کے ٹکرے کو ہاتھ میں لے کر بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔
دوسرے بے وقوف نے اس سے پوچھا:
"تم اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہو"؟
پہلا بیوقوف بولا "میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ برف کہاں سے لیک ہو رہی ہے"۔

وانیہ رحمٰن۔ پنجم، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ

استاد: تم ہوائی جہاز پر مضمون لکھ کر کیوں نہیں لائے۔
شاگرد: سر! اس سے پہلے کہ میں جہاز پر مضمون لکھتا، وہ اڑ گیا۔

حفصہ معظم۔ چہارم، ویسٹ وڈ، لاہور

طلحہ: مجھے انگریزی کے پروفیسر بہت پسند ہیں۔
عمر: اس کی کوئی خاص وجہ؟
طلحہ: وہ کلاس میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے مجھے کلاس سے باہر نکال دیتے ہیں

عائزہ عمران۔ چہارم، ویسٹ وڈ، لاہور

ایک آدمی نے کسی دیوار پر پڑھا
"لکھنے والا عقلمند اور پڑھنے والا بیوقوف"
اس آدمی کو غصہ آ گیا اس نے فوراً مٹا دیا اور لکھ دیا
"لکھنے والا بیوقوف اور پڑھنے والا عقلمند"

منال اقبال۔ ششم، جوہر ٹاؤن، لاہور

ایک قیدی جیل سے رہا ہو رہا تھا۔ اس کے دوست نے پوچھا تم یہاں سے نکل کر سب سے پہلا کام کیا کرو گے۔
قیدی بولا سب سے پہلے ٹارچ خریدوں گا کیونکہ پچھلی مرتبہ چوری کرتے ہوئے میں نے بجلی کا بٹن آن کرنے کی بجائے ریڈیو آن کر دیا تھا۔

محمد زبیر ڈار

مالک: (نوکر سے) آج میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔
نوکر: لائیں میں آپ کا سر دبا دیتا ہوں۔
مالک: (دوسرے دن) آج میرے گلے میں درد ہو رہا ہے۔
نوکر: میں آپ کا گلا دبا دیتا ہوں۔

عمیر۔ اوّل

ماں (منے سے): "بیٹا! دھوپ میں کیا کر رہے ہو"۔
منا: "امی! پسینہ خشک کر رہا ہوں"۔

فیضان نوید۔ اوّل، ٹاؤن شپ، لاہور

بچہ: ابو! اگر آپ کو پتہ چلے کہ میں اوّل آیا ہوں تو آپ کیا کریں گے؟
باپ: میں تو خوشی سے پاگل ہو جاؤں گا۔
بچہ: اسی ڈر سے میں فیل ہو گیا۔

محمد سعد ارشد۔ پنجم، ٹاؤن شپ، لاہور

دو دوستوں میں لڑائی ہو گئی۔
ایک دوست نے دوسرے دوست کو کھینچ کے جوتا مارا۔
پہلا۔ تم نے جوتا مذاق سے مارا ہے یا غصے سے۔
دوسرا۔ غصے سے۔
پہلا۔ شکر ہے ورنہ مجھے ایسا مذاق پسند نہیں۔

ماہم محمود

ماں: (بیٹی سے) تم شیشہ آنکھیں بند کر کے کیوں دیکھ رہی ہو؟
بیٹی: میں جاننا چاہ رہی تھی کہ میں سوتے میں کیسی لگتی ہوں۔

سیدہ ایمان زہرہ۔ ششم، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ

ایک نے اپنے نوکر سے کہا: "جاؤ بازار سے دسترخوان لے آؤ"۔
نوکر بازار گیا اور کافی دیر کے بعد واپس آیا۔
مالک نے پوچھا: "اتنی دیر کہاں لگا دی"۔
نوکر بولا: "صاحب! دس ترکھان (بڑھئی) تو ملے نہیں، نو (9) ملے ہیں انہیں ہی لے آیا ہوں۔

زعیمہ یاسر۔ اوّل، گارڈن ٹاؤن، لاہور

ایک شخص (دوسرے شخص سے)
"یہ صاحب جو نماز پڑھ رہے ہیں، بہت نمازی اور پرہیزگار ہیں"۔
نماز پڑھنے والے شخص نے نماز توڑ کر کہا "جناب میں حاجی بھی ہوں"۔

سعدان۔ خوشاب

سرکس کے مالک نے اعلان کیا آج سرکس میں داخلہ مفت ہے یہ اعلان سنتے ہی لوگوں کی ایک بڑی تعداد سرکس میں داخل ہو گئی۔
جب پروگرام ختم ہوا تو مینجر نے باہر نکلنے والا گیٹ بند کر دیا اور اعلان کیا "سرکس دیکھنے کا کوئی ٹکٹ نہیں باہر جانے کا ٹکٹ 10 روپے فی آدمی ہے۔

ماہم محمود

ایک دوست (دوسرے سے)
بتاؤ اس دنیا کا سب سے شریف آدمی کون ہے؟
دوسرے نے کہا: "یہ بتا کر میں اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بننا چاہتا"۔
پہلا: "اچھا تو سب سے بے ایمان کون ہے"؟
دوسرا: "یہ بتا کر میں تم سے لڑائی مول نہیں لینا چاہتا"۔

فاطمہ وقار۔ سوم، جوہر ٹاؤن، لاہور

عدالت میں جج نے ایک عورت سے کہا "تم نے کمال بہادری کا مظاہرہ کیا، ایک ڈاکو پر یوں پل پڑیں۔۔۔ زبردست۔۔۔۔"
"مجھے یہ پتہ ہی کب تھا" عورت نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا "میں تو یہ سمجھی تھی کہ میرا شوہر دیر سے گھر آیا ہے۔

عبدالمقیط عابد۔ دوم، ٹاؤن شپ، لاہور

ایک فقیر۔ بیگم صاحبہ بھوکے کے لیے کھانا ہے۔
بیگم صاحبہ۔ بالکل ہے لیکن وہ بھوکا ابھی تک دفتر سے واپس نہیں آیا۔

آمنہ عامر۔ پنجم، جوہر ٹاؤن، لاہور

نظمیں

نعت رسول مقبول ﷺ

کس کی آمد سے مہکتا ہے گلستان زمن
مسکراتا ہے براہیمی امیدوں کا چمن
نوع آدم پہ تیری خاک کف پا کا اثر
نوری وناری کو مقصود ہے خاکی کا چلن

کی عطا تونے ہی ظلمات کو رونق ایسی
رشک جنت ہوئے صحرائے عرب کوہ ودمن
خاک آنکھیں ہیں میری خاک ہی دیکھیں ورنہ
نور ہی نور ہے واللہ نہیں خاکی وہ بدن

وہ صداقت وہ عدالت وہ شجاعت وہ حیا
پھر دے انوار ہدایت کی زمانے کو کرن
کیسے جائے گا جہنم میں وہ جسد خاکی
دل پہ لکھا ہو حسینؓ اور جگر پہ حسنؓ

ہائے وہ منہ ہی نہیں میرا کروں کیسے ثناء
جلوہءِ نور کو بے تاب کرے کیسے سخن

یاقوت بشیر۔ ہشتم

حمد باری تعالیٰ

ہر رنگ جلوۂ کائنات میں عیاں ہے تیرے جمال سے
اک ذرہ جو بے نور تھا بنا شمس تیرے جلال سے

کوئی لوح کوئی کوئی قلم نہ تھا اک لفظ اول رقم نہ تھا
اسرار کن فیکون کی ہے نمود تیرے خیال سے

یہی دو جہاں کی پکار ہے تو ہی پاک پروردگار ہے
جسے چاہے جتنا نواز دے بے نیاز ہے تو سوال سے

تیرے در پہ خالق دوسرا پڑا ہر بشر کو ہے واسطہ
جو جھکا ہے اس کو عروج ہے جو اُٹھا ہے اس کو زوال ہے

تیرے نام پہ سب کو لٹا دیا تیرے واسطے سر کٹا دیا
جو فنا ہوا تیرے عشق میں ہے آزاد روز مال سے

اک منتظر ہے زوال کا اک لازوال عروج کا
یہ جہان میرے کمال سے وہ جہان تیرے کمال سے

اسماء۔ نہم

ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم ایک خدا سے ڈرتے ہیں
دم اُس نبی ﷺ کا بھرتے ہیں
اسلام ہمارا مذہب ہے
جو سب سے پیارا مذہب ہے
قرآن ہمارا رہبر ہے
اس نور کا چرچا گھر گھر ہے
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم اپنے وطن کے شیدا ہیں
بلبل ہیں چمن کے شیدا ہیں
یہ جھنڈا سبز ہمارا ہے
من بھاتا چاند ستارا ہے
جاں بازوں کی اولاد ہیں ہم
اب غیروں سے آزاد ہیں ہم
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم قوم کی اصلی دولت ہیں
ہم پاکستان کی شوکت ہیں
ہم ظلم مٹانے والے ہیں
مظلوموں کے رکھوالے ہیں
ہم بگڑے کام سنواریں گے
ملت کا نام ابھاریں گے
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

عروب اسد، خوشاب

نظمیں

سکول میگزین

یہ سکول میگزین ہے ہمارا
ہمیں لگتا ہے بڑا ہی پیارا
اس کا ہر صفحہ ہے ہمارا
میری نظم بھی شامل کیجئے خدارا
میگزین آپ پڑھیے ضرور
حاصل ہوگا دل کو سرور
مضامین اور کہانیاں بھی ہوں گی
شامل اس میں نادانیاں بھی ہوں گی
لطیفے پڑھ کر قہقہے لگائیں
نظم پڑھ کر دل کو بہلائیں
یہ اسکول میگزین ہے ہمارا
ہمیں لگتا ہے بڑا ہی پیارا

زین ناصر۔ پنجم

والد محترم

رب کا فضل و کرم، والد محترم
منفرد اور ممتاز ان کا بھرم
گھر کے ہیں سربراہ، منتظم، معتبر
اپنے بچوں کی رکھتے ہیں پل پل خبر

قلب میں ظرف بھی خوب رکھتے ہیں وہ
اپنے بچوں کو محبوب رکھتے ہیں وہ
پہل کرتے ہیں وہ ہر کسی کام میں
ان کو فارغ نہ دیکھو گے تم شام میں

گھر میں چیزیں وہی لے کے آتے ہیں سب
فائدہ دوسرے پھر اُٹھاتے ہیں سب
ہے مجھے فخر کہ ان کی اولاد ہوں
کاش! میں ان کی مانند فولاد ہوں

ان کا دل جیت لوں، ان کو راضی کروں
یعنی محنت سے کردار سازی کروں

صبغہ بتول۔ پنجم

حمد

یہ میدان وصحرا بنائے ہیں کس نے؟
یہ بَل کھاتے دریا بہائے کس نے؟
ہمارے خدا نے

گلشن میں پھولوں کے رنگین نظارے
بکھیری ہیں کس نے چمن میں بہاریں؟
ہمارے خدا نے

ہمیں سیدھے رستے پہ، کس نے چلایا؟
برائی کے رستوں سے، کس نے بچایا؟
ہمارے خدا نے

عبدالواسع ڈوگر
ہفتم، ویسٹ وڈ، لاہور

پانچ بہادر

پانچ بہادر گھر سے نکلے کرنے چلے شکار
انجانے میں وہ کر بیٹھے اک چھتے پے وار
مکھیوں نے جب ہلا بولا پڑی وہ چیخ و پکار
ایک بہادر کھا گئی مکھیاں باقی رہ گئے چار

چاروں نے سکیم بنائی چلو چلیں اب چین
وہاں بجائیں سکھ اور دکھ کی سارے مل کر بین
بین بجا کر پیٹ بھریں گے گزرے گی رنگین
ایک بہادر ہوگیا بزدل باقی رہ گئے تین

تینوں نے یہ مل کر سوچا اب سر کو جوڑو
دو ساتھی بچھڑے بھیا باقی کی سوچو
سب کو پھر یہ بات سمجھائی اپنے گھر لوٹو
ایک بہادر رک گیا "پکنک" باقی رہ گئے دو

دو بہادر آگئے واپس دونوں ہی تھے نیک
لائے پھر بازار سے جا کر وہ بی پی کا کیک
بھوک لگی تو کھا گیا سارا ایک بہادر
ایک نے چپ کر غداری کی باقی رہ گیا ایک

ایک بہادر بچا جو باقی بڑا تھا وہ چالاک
چاروں کے غم میں وہ لیکن بڑا ہوا غم ناک
نکل گیا جنگ کی جانب کر کے دامن پاک
ایک بھالو نے کر دیا کھا کر اس کا قصہ پاک

منال اقبال۔ ششم
جوہر ٹاؤن، لاہور

ماں کی نصیحت

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی ماں سے
آپ زیور کی تعریف کریں مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے جتا دیجیے مجھے
جو دیدہ زیب ہیں وہ بھی بتا دیجیے مجھے
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی میری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی
سر پہ جھومر رکھنا عقل کا اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جسکے ذریعے سے سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھمکوں میں ہو بھری
ہیں جو بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر
سیم وزر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ مری جان کہیں

مومنہ طارق
دوئم

نظمیں

حمد باری تعالیٰ

ہر رنگ جلوۂ کائنات میں عیاں ہے تیرے جمال سے
اک ذرہ جع بے نور تھا بنا شمس تیرے جلال سے

کوئی لوح کوئی کوئی قلم نہ تھا اک لفظ اول رقم نہ تھا
اسرار کن فیکون کی ہے نمود تیرے خیال سے

یہی دو جہاں کی پکار ہے تو ہی پاک پروردگار ہے
جسے چاہے جتنا نواز دے بے نیاز ہے تو سوال سے

تیرے در پہ خالق دوسرا پڑا ہر بشر کو ہے واسطہ
جو جھکا ہے اس کو عروج سے جو اُٹھا ہے اس کو زوال سے

تیرے نام پہ سب کو لٹا دیا تیرے واسطے سر کٹا دیا
جو فنا ہوا تیرے عشق میں ہے آزاد روز مال سے

اک منتظر ہے زوال کا اک لازوال عروج کا
یہ جہان میرے کمال سے وہ جہان تیرے کمال سے

اسماء۔ نہم

نعت رسول مقبول ﷺ

کس کی آمد سے مہکتا ہے گلستان زمن
مسکراتا ہے براہیمی امیدوں کا چمن

نوع آدم پہ تیری خاک کف پا کا اثر
نوری وناری کو مقصود ہے خاکی کا چلن

کی عطا تو نے ہی ظلمات کو رونق ایسی
رشک جنت ہوئے صحرائے عرب کوہ ودمن

خاک آنکھیں ہیں میری خاک ہی دیکھیں ورنہ
نور ہی نور ہے واللہ نہیں خاکی وہ بدن

وہ صداقت وہ عدالت وہ شجاعت وہ حیا
پھر دے انوار ہدایت کی زمانے کو کرن

کیسے جائے گا جہنم میں وہ جسد خاکی
دل پہ لکھا ہو حسینؓ اور جگر پہ حسنؓ

ہائے وہ منہ ہی نہیں میرا کروں کیسے ثناء
جلوۂ نور کو بے تاب کرے کیسے سخن

یاقوت بشیر۔ ہشتم

ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم ایک خدا سے ڈرتے ہیں
دم اُس نبی ﷺ کا بھرتے ہیں
اسلام ہمارا مذہب ہے
جو سب سے پیارا مذہب ہے
قرآن ہمارا رہبر ہے
اس نور کا چرچا گھر گھر ہے
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم اپنے وطن کے شیدا ہیں
بلبل ہیں چمن کے شیدا ہیں
یہ جھنڈا سبز ہمارا ہے
من بھاتا چاند ستارا ہے
جاں بازوں کی اولاد ہیں ہم
اب غیروں سے آزاد ہیں ہم
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

ہم قوم کی اصلی دولت ہیں
ہم پاکستان کی شوکت ہیں
ہم ظلم مٹانے والے ہیں
مظلوموں کے رکھوالے ہیں
ہم بگڑے کام سنواریں گے
ملت کا نام ابھاریں گے
بے خوف ہیں، پاک ہیں، سچے ہیں
ہم پاکستانی بچے ہیں

عروب اسد، خوشاب

دماغ دوڑاؤ

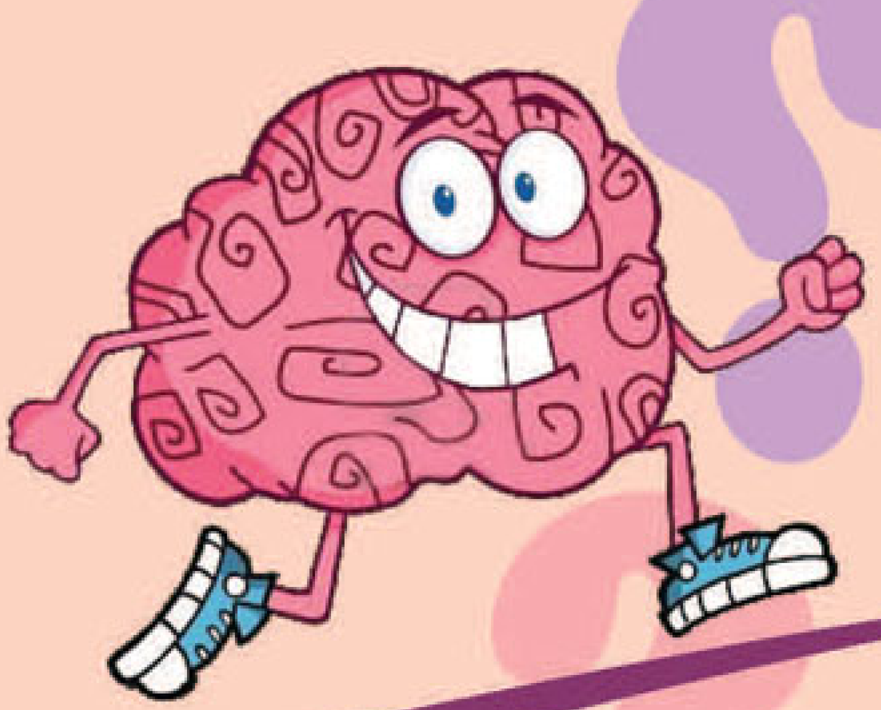

- مبشرہ شکیل۔ پنجم، جوہر ٹاؤن، لاہور
- محمد سعد ارشد۔ پنجم، ٹاؤن شپ، لاہور
- عبداللہ عظیم۔ اول، جوہر ٹاؤن، لاہور
- عمیر۔ اول، جوہر ٹاؤن، لاہور
- میرام نور۔ ششم، جوہر ٹاؤن، لاہور
- سارہ خان۔ دوئم، ٹاؤن شپ، لاہور
- فیضان احمد۔ چہارم، جوہر ٹاؤن، لاہور

1. وہ کون سی چیز ہے جو بغیر پیروں کے بھاگتی ہے
اور واپس نہیں آتی۔۔۔۔

2. وہ کون سا پرندہ ہے
جس کے پاؤں سر پر ہوتے ہیں۔۔۔۔

3. جس نے اسکو ہاتھ لگایا ڈوری یا رسی سے جکڑا
لیکن جب میدان میں چھوڑا وہ چکرایا، گھوما دورا

4. ہوا گر کوئی بخار کا مارا
کیوں نہ چڑھے پھر اس کا پارا

5. دائیں بائیں چکر کھائے
پھر کوئی اس کو سر پر بیٹھائے

6. روز ہی سب کے پاس وہ آئے
پر اپنی صورت کسی کو نہ دکھائے

7. ہم سب کے پاؤں میں ہے بیچارا
ہم سب مل کے ڈالیں بوجھ سارا

8. شیشے کا گھر لوہے کا در
منکے سا پیٹ چھوٹا سا سر

9. سوکھی لکڑی لاکھ پھل
جو کھائے سو رہے اٹل

10. جس شے کو ہر دیس میں پایا
اس کی صورت ہے نہ سایا

11. ایک قبر کے دو دروازے

12. ڈبکی ماروں تو منہ کالا
منہ کھولوں تو موتی کی مالا

13. ہاتھ میں پکڑے اور مروڑے
جو دیکھے وہ اس کو توڑے

14. ایک پتے کا ہے کمال
ڈالو سبز نکالو لال

15. گرمی میں دور بھگائے
سردی میں پاس بلائے

16. کالا گھوڑا سفید سوار
ایک کے بعد ایک سوار

17. ایک بھالو پہاڑ سے نیچے گرا
لیکن وہ مرا نہیں بتاؤ کیوں

جوابات

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]
4. [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible]
7. [illegible]
8. [illegible]
9. [illegible]
10. [illegible]
11. [illegible]
12. [illegible]
13. [illegible]
14. [illegible]
15. [illegible]
16. [illegible]
17. [illegible]

''سبزیوں کا انٹرویو''

عبدالرافع قمر۔ اوّل
ٹاؤن شپ۔لاہور

پیارے بچو! آج ہم آپ کو مختلف سبزیوں کا انٹرویو دکھاتے ہیں۔دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔

جی جناب سب سے پہلے ہمیں موٹے تازے آلو میاں نظر آرہے ہیں۔ہاں بھئی آلو میاں !تم بتاؤ کہ بچے تمہیں اتنا کیوں پسند کرتے ہیں۔۔۔۔بس بھنڈی بہن!۔۔۔۔۔'مجھے' کھا کر وہ خود بھی تو بھالو' بنتے ہیں ناں۔۔۔۔اس لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہی ہی ہی۔

ارے ارے کریلے میاں۔کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ہاں بھنڈی جی جلدی بولو مجھے نیم پر چڑھنا ہے۔۔۔۔۔جی جی بالکل!

اچھا کریلے میاں یہ بتاؤ۔۔۔۔تم 'اتنے' کھردرے اور کڑوے کیوں ہو؟

بھنڈی صاحبہ' ہے تو راز کی بات'۔صرف تمہیں ہی بتانے لگا ہوں۔

کسی اور کو مت بتانا۔۔۔۔۔اصل میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔اپنے ماں باپ پر چلا گیا ہوں۔۔۔۔۔ہاہاہا

جی اب باری ہے پیاز صاحب کی!۔۔۔۔۔جی پیاز جی تم یہ بتاؤ کہ لوگ تمہیں کاٹ کر روتے کیوں ہے۔۔۔۔۔ہاں 'بھئی' بھنڈی! میں تو خود حیران ہوں کہ کاٹتے مجھے ہیں اور روتے خود ہیں ۔۔۔۔ہی ہی ہی

ارے آؤ ٹماٹر میاں۔۔۔۔تم کس کام آتے ہو۔۔۔میں۔۔۔۔میں کبھی پکانے میں اور کبھی سیاستدانوں کو مارنے کے کام آتا ہوں۔۔۔ہو۔۔۔ہو۔۔۔ہو

پیارے بچو! امید ہے آپ کو سبزیوں کا یہ انٹرویو بہت پسند آیا ہوگا۔

سوکھی بھنڈی

روزنامہ۔سبزی منڈی

اچھی اچھی باتیں

عائشہ خان۔ ہفتم
ٹاؤن شپ، لاہور

- جو اونچی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں۔انہیں زیادہ طوفان اور آندھیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- رشتے تب تک اہم نہیں ہوتے جب تک ہم اُنہیں اہم نہ سمجھیں۔
- معاف کرنا انسان کے اختیار میں ہے مگر بھلا دینا نہیں۔
- محبت یا عزت کبھی ساکن نہیں رہتی اگر نہ بڑھے تو کم ہو جاتی ہے۔
- بعض اوقات بھلائی کسی اور کے ساتھ کی جاتی ہے اور اسکی قدر کوئی اور کرتا ہے۔
- سڑک چاہے کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو پیدل چلنے والے کو تھکا دیتی ہے۔
- ہمدردی کا ایک لفظ ہزاروں زخموں پر مرہم رکھ دیتا ہے۔
- جو شخص اپنے اخلاق کی قسمیں کھائے اس پر اعتبار مت کرو۔
- حقیقی غلطی وہ ہے جس سے ہم کچھ نہیں سیکھتے۔
- نیک عمل وہ ہے جس پر لوگوں سے تعریف کی امید نہ رکھی جائے۔
- غصہ ایک آندھی ہے جو عقل کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔
- مایوسی انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

انار ایک مفید پھل

حدیقہ احمد۔ ہشتم، گارڈن ٹاؤن، لاہور

حدیث شریف میں ہے کہ "انار میں کم از کم ایک قطرہ جنت کے پانی کا ہوتا ہے"۔

انار بے شمار بیماریوں کا علاج ہے۔یہ معدے اور جگر کی کمزوری کو دور کر کے خون میں اضافہ کرتا ہے اور جسم کو توانائی بخشتا ہے۔یہ سرد پھل ہے اور پیاس کی شدت کو کم کرتا ہے۔یہ دل کو تقویت بخشتا ہے۔

انار کا شربت تے ہچکی، ابکائی، کھٹی ڈکاریں اور یرقان جیسی بیماریوں میں بہت فائدہ دیتا ہے۔میٹھا انار کھانسی کے لیے مفید ہے۔انار خون کو صاف کرتا ہے لیکن یہ کسی حد تک قبض بھی کرتا ہے۔